انتظام جلسہ سالانہ کے متعلق ہدایات

(فرمودہ ۷/ دسمبر ۱۹۲۸ء)

تشہد، تعوذ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا:

میں نے غالباً پچھلے سے پچھلے خطبہ میں دوستوں کو تحریک کی تھی کہ وہ جلسہ سالانہ کے اخراجات میں کمی کرنے کے لئے مشورے دیں۔ ان مشوروں کو کارکن خواہ منظور کریں یا نہ کریں ان کو اس کا ثواب ضرور مل جائے گا۔ میرے اس خطبہ کے جواب میں بہت سے دوستوں نے باہر سے بھی اور قادیان سے بھی ایسی تجاویز بھیجی ہیں اور ممکن ہے بعض نے براہ راست کارکنان جلسہ کی انجمن کے سامنے بھی ایسی تجاویز پیش کی ہوں مجھے ان تجاویز کو پڑھ کر خوشی ہوئی۔ اس لحاظ سے بھی کہ دوستوں کو سلسلہ کے معاملات میں کافی دلچسپی معلوم ہوتی ہے اور اس لحاظ سے بھی کہ جس قدر تجاویز آئی ہیں ان کا بیشتر حصہ معقول اور ایسا ہے جو آپس میں ملتا جلتا ہے۔ گویہ مختلف شہروں سے آئی ہیں مگر آپس میں ان کا اتحاد ہے۔ نقصان کے ذرائع اور ان کے علاج میں تقریباً سب متفق ہیں۔ گو اس معاملہ کا تعلق اس کارکن انجمن سے ہے جو جلسہ کا انتظام کرتی ہے لیکن چونکہ عام اعلان میری طرف سے کیا گیا تھا نیز اس خیال سے کہ شاید ان میں سے بعض تجاویز پر عمل کرنا بعض دوستوں کے لئے تکلیف دہ ہو یا بعض کے راستہ میں قانونی مشکلات ہوں۔ قانون سے میری مراد گورنمنٹ کا قانون نہیں بلکہ سلسلہ کا قانون ہے اس لئے میں ان کا عام اظہار کرنا ہی مناسب سمجھتا ہوں تا اگر باہر سے آنے والوں کے لئے بعض تبدیلیاں تکلیف دہ ثابت ہو سکتی ہوں تو وہ ان کو برداشت کرنے کے لئے تیار ہو کر آئیں۔

بہت سے دوستوں نے اس طرف توجہ دلائی ہے کہ اخراجات میں بہت سی زیادتی پرہیزی کھانے سے ہو جاتی ہے اس لئے جس طرح ہو سکے اس پرہیزی کھانا کا علاج ہونا چاہئے۔ میں تو

شروع سے ہی اس نام کا مخالف ہوں کیونکہ یہ نام بہت دھوکا دینے والا ہے۔ اور جس سال یہ رسم شروع ہوئی تھی میں نے کہا تھا کہ جو بات آپ لوگ چاہتے ہیں اسے بہادری سے پیش کریں غلط ناموں سے اسے کیوں تعبیر کرتے ہو۔ مگر اس وقت ان کی سمجھ میں یہ بات نہ آئی اور میں نے حکماً اسے بند کرنا اس لئے مناسب خیال نہ کیا کہ یہ کوئی دینی بات نہ تھی اگرچہ یہ رواج حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے وقت میں بھی تھا کہ بعض لوگوں کے لئے خاص کھانے تیار کئے جاتے تھے مگر ان دنوں لوگ بہت کم آتے تھے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی زندگی کے ایام کے آخری جلسہ پر صرف سات سو آدمی تھے۔ چونکہ اس وقت اتنے زیادہ لوگ نہ آتے تھے اس لئے اسی نسبت سے خاص کھانا کھانے والوں کی تعداد بھی بہت کم ہوتی تھی اس لئے ایسا کھانا گھر سے ہی آجایا کرتا تھا۔ اگر بیس اکیس آدمی خاص کھانا کھانے والے ہوں تو اتنے لوگوں کے لئے گھر میں کھانا تیار کر لینا کوئی مشکل کام نہیں تھا۔ بہرحال اس زمانہ میں ایسا انتظام ضرور تھا گو ایسا وسیع نہیں تھا جتنا اب ہے۔ آہستہ آہستہ وہ لوگ جو انتظام میں زیادہ دخل اور تصرف رکھتے تھے اپنے لئے اور پھر اپنے دوستوں کے لئے ایسے کھانے پکوانے لگے۔ اس پر اعتراض بھی ہوئے اور معترضین نے یہ دلیل پیش کی کہ مسیح موعودؑ کے لنگر میں خاص کھانے کا کیا ذکر ہے۔ لیکن حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے سامنے جب یہ اعتراض پیش ہوا تو آپ نے فرمایا جو فرق خدا نے رکھا ہے میں اسے کیسے مٹا دوں۔ بعض لوگ دال کے نام سے بھی ڈرتے ہیں حالانکہ بعض صورتوں میں وہ گوشت سے بھی زیادہ مقوی ہوتی ہے تو جو عادت وہ گھر سے لے کر آیا اسے ہم کس طرح بدل سکتے ہیں۔ پس حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے فیصلہ کے خلاف ہم نہیں کر سکتے۔

جلسہ کے دنوں میں اگر خاص، عام اور درمیانہ درجہ کے کھانے کا انتظام کیا جائے تو نہ تو اتنے کارکن میسر آسکتے ہیں اور نہ ہی اخراجات برداشت کئے جاسکتے ہیں۔ نیز اس طرح عام لوگوں کو شکایت کا موقع بھی ملتا ہے کہ فلاں کو خاص کھانا دیا گیا مجھے کیوں نہیں دیا گیا اس لئے کارکنوں نے اس سے بچنے کے لئے یہ بہانہ کیا کہ اس کا نام پرہیزی کھانا رکھ دیا جائے۔ جس سے سننے والا یہی سمجھ سکتا ہے کہ یہ بیماروں کا کھانا ہے اور مؤلفۃ القلوب کے طور پر بعض احمدیوں اور غیر احمدیوں کو بھی اس پرہیزی میں شامل کر لیا گیا۔ مگر کجا مانند آں رازے کزو سازند محفلہا۔ ہوتے ہوتے پرہیزی کافی تعداد تک جا پہنچی۔ پہلے سال تو کارکن بہت خوش ہوئے کہ اس طرح

کرنے سے خرچ بہت کم ہو گیا ہے لیکن بعد میں تعداد اس قدر بڑھ گئی کہ انہیں اس کے اُڑانے کی فکر ہوئی- اور یہ مسئلہ پچھلے سے پچھلے سال مجلس شوریٰ میں بھی پیش ہؤا۔ گو بعض شدت سے اس کے مخالف تھے مگر کثرت رائے اس کے جاری رکھنے کے حق میں تھی- اس پر میں نے اس کو جاری رکھنے کی منظوری دی- اور کہا کہ اس سال تجربہ کر کے اس انتظام کو دیکھ لیا جائے- اگر آرام رہا تو بہتر ورنہ اگلے سال یہ تجویز پھر پیش ہو جائے گی- چنانچہ یہ طریق قائم رہا- اور چونکہ میں ایسے فیصلہ کو توڑنا پسند نہیں کرتا جو جماعت نے کیا ہو سوائے کسی خاص مجبوری کے اس لئے اسے جاری ہی رہنا چاہئے- جب ہم سینکڑوں ہزاروں میلوں سے جماعت کے نمائندوں کو بلاتے ہیں تاکہ متحدہ فیصلہ کیا جاسکے تو پھر اگر اس فیصلہ کو بلاوجہ توڑ دیا جائے تو یہ بات چنداں پسندیدہ نہیں اور اس کا لازمی نتیجہ اس قسم کی استبدادیت ہو گا جو اسلام میں جائز نہیں- اسلام نے مشورہ کا حکم دیا ہے اور اس مشورہ کے احترام کا حکم بھی دیا ہے- گو خلیفہ کو اختیار دیا ہے کہ وہ مفاد سلسلہ کے لئے کثرت کے فیصلہ کو بھی مسترد کر سکتا ہے مگر جہاں تک ممکن ہو اس کی پابندی اور جماعت کے مشترکہ فیصلہ کے احترام کا حکم دیا ہے- پس اس کو اڑانے کے لئے یہ مشکل درمیان میں ہے- مگر اب ایسی شکایات بھی پہنچی ہیں کہ اس سے خرچ زیادہ ہو گیا ہے اور اگر یہ شکایت صحیح ہے تو اس کا خیال رکھنا بھی ضروری ہے- خصوصاً اس سال جب کہ قحط پڑا ہؤا ہے اور ممکن ہے اس سال خرچ بڑھ جائے- پس اس سال اخراجات میں تخفیف کا سوال اور جماعت کے مشورہ کا احترام میرے مدنظر ہیں اس لئے میرا خیال ہے کہ کوئی ایسی تدبیر سوچنی چاہئے جس سے کوئی ایسا درمیانی رستہ مل سکے- جس سے کثرت رائے کا فیصلہ بھی مسترد نہ ہو اور خرچ میں بھی کمی ہو سکے- اس میں شبہ نہیں کہ خدا تعالیٰ نے مجھے فیصلہ کے مسترد کرنے کا بھی اختیار دیا ہے- مگر میں سمجھتا ہوں کوئی ایسی اہم ضرورت درپیش نہیں کہ میں اسے رد کروں اور اگر ایسی تدابیر اختیار کر لی جائیں جن سے مشورہ کا احترام بھی قائم رہے اور خرچ بھی کم ہو تو یہ طریق بہت بہتر ہے- چونکہ دوستوں سے مشورہ مانگا گیا تھا اور میں نے اسے قبول بھی کر لیا تھا- اس لئے اسے بدلنے سے پہلے ضروری ہے کہ اسے دوبارہ شوریٰ میں پیش کیا جائے- یہ ایک بات ہے جو میں جلسہ کے متعلق بیان کرنا چاہتا ہوں-

دوسری بات جسے عام طور پر دوستوں نے پیش کیا ہے ایسی ہے کہ مجھے حیرت ہوتی ہے اس پر پہلے کیوں توجہ نہیں کی گئی جلسہ میں سب سے زیادہ خرچ آٹے کا ہوتا ہے کیونکہ یہاں پر کھانا

سادہ ہی ہوتا ہے۔ جہاں پر تکلف دعوت ہو وہاں آٹے کا خرچ سب سے کم ہوتا ہے لیکن جہاں سادہ ہو وہاں آٹا بہت زیادہ خرچ ہوتا ہے۔ باہر سے بھی اور قادیان کے دوستوں نے بھی لکھا ہے کہ روٹی کچی ہوتی ہے جس میں پختہ حصہ کھا لیا جاتا ہے اور کنارے کاٹ کر پھینک دیئے جاتے ہیں۔ غلط بیانی کی تو کسی کو ضرورت ہی نہیں مگر بعض اوقات غلط فہمی ہو جاتی ہے لیکن یہ بات اس کثرت سے آئی ہے کہ اس کو غلط فہمی پر محمول نہیں کیا جا سکتا۔ معلوم ہوتا ہے ایسا ہی ہوتا ہے اور مجھے حیرت ہے کہ آج تک اس پر کارکنوں کی نظر کیوں نہیں پڑی۔ اس میں کیا شبہ ہے کہ کچی روٹی نہیں کھائی جا سکتی اور اس طرح سینکڑوں آدمیوں کا کھانا ٹکڑوں میں چلا جاتا ہے اور ضائع ہو جاتا ہے۔ میں پچھلی غلطی پر اظہار افسوس کئے بغیر نہیں رہ سکتا۔ میں یہ بھی جانتا ہوں کہ کارکنوں کے راستہ میں مشکلات بھی ہوتی ہیں۔ اور میں نہیں سمجھتا کہ دنیا میں کوئی اور جگہ بھی ایسی ہو جہاں اتنے آدمیوں کا کھانا ایک انتظام کے ماتحت تیار ہوتا ہو۔ بعض عُرسوں پر بے شک ہجوم زیادہ ہوتا ہے لیکن وہاں صرف ایک روٹی ہی ملتی ہے اور ایک روٹی دے دینا معمولی بات ہے۔ لیکن چودہ پندرہ ہزار آدمیوں کو کئی دن تک کھانا کھلانا بہت مشکل ہے۔ اور اتنے بڑے انتظام میں کوتاہیاں ہو سکتی ہیں مگر پھر بھی میں کہوں گا کہ کارکنوں کا اس طرف توجہ نہ کرنا قابل افسوس ہے۔ اور میں امید کرتا ہوں کہ اب وہ ضرور اس طرف توجہ کریں گے۔ میں نے بھی ایک سال لنگر خانہ میں کام کیا ہے مگر میرا تجربہ اتنا قلیل ہے کہ میں انہیں کوئی مشورہ نہیں دے سکتا۔ میرے وقت میں صرف ستائیس سو آدمی جلسہ میں شامل ہوئے تھے اس لئے میں یہ تو نہیں کہہ سکتا کہ یوں کر لو۔ مگر یہ مشورہ ضرور دوں گا کہ وہ کوئی نہ کوئی تجویز ضرور نکالیں۔ رسول کریم ﷺ نے فرمایا ہے لِكُلِّ دَاءٍ دَوَاءٌ[۱] یعنی ہر مرض کے لئے اللہ تعالیٰ نے دوا پیدا کی ہے اور کچی روٹی بھی ایک مرض ہے اس کی دوا بھی ضرور ہوگی اگرچہ مجھے معلوم نہیں۔

ان تجاویز میں جو تخفیف اخراجات کے سلسلہ میں مجھے موصول ہوئی ہیں بعض بہت لطیف اور کار آمد ہیں۔ طالب علموں میں سے احمدیہ سکول کے بوائے سکاؤٹس کی تجاویز بہت کار آمد اور مفید ہیں اور معلوم ہوتا ہے کہ انہوں نے اس کے متعلق بہت غور و خوض سے کام لیا ہے۔ اگرچہ وہ چھوٹی چھوٹی باتیں ہیں مگر نہایت لطیف ہیں اور ان سے بہت بچت ہو سکتی ہے۔ میں ان لوگوں کے متعلق جنہوں نے مشورے دیئے ہیں خصوصاً احمدیہ سکول کے سکاؤٹس کے متعلق اظہار خوشنودی کرتا ہوں۔ وہ ایسے لطیف ہیں کہ جب میں نے ان کو پڑھا تو مجھ پر اتنا اثر ہوا کہ

میں نے دستخط دیکھے کہ شاید ان میں کوئی بڑا آدمی ہو مگر دستخط بھی ایک لڑکے کے ہی تھے۔

یہ تجاویز نہایت ہی معقول ہیں اور ایسی باریک باتیں نکالی گئی ہیں جس طرح کوئی پولیس آفیسر تحقیقات کرتا ہے دستخط کرنے والا اگرچہ پولیس انسپکٹر کا لڑکا ہے مگر وہ خود پولیس انسپکٹر نہیں۔ اور میں سمجھتا ہوں کہ جتنے مشورے باہر سے یا یہاں سے آئے ہیں ان سب سے زیادہ لطیف سکاؤٹس کے مشورے ہیں۔ اگر ہمارے طالب علم اس روح سے زندگی بسر کرنے کی کوشش کریں تو یہ امر ہمارے لئے بہت ٹھنڈک کا موجب ہو گا۔ اور میں امید کرتا ہوں کہ جس طرح انہوں نے تدابیر بتائی ہیں ان پر عمل بھی کریں گے۔ میں کوشش کروں گا کہ کارکن کمیٹی ان سب کو قبول کرلے مگر ممکن ہے کوئی قبول نہ ہو سکے لیکن ان کا فرض ہے کہ وہ عملی طور پر ایسا کام کرکے دکھائیں جو مفید ہو۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرمایا کرتے تھے باتیں کرنے سے کام نہیں ہوتے بلکہ کام کام کرنے سے ہی ہوتے ہیں۔ اور ایک مثال دیا کرتے تھے اور اس پر ہنسا بھی کرتے تھے۔ فرماتے ایک امیر کے باورچی خانہ میں بہت سے کتے گھسے رہتے تھے۔ وہ ایک دن دیکھنے آیا تو اسے پتہ لگا کہ اس طرح بہت نقصان ہوتا ہے نوکروں نے کہا کہ جناب کیا کیا جائے دروازہ نہیں اس لئے کتے آجاتے ہیں۔ اس نے کہا یہ تو معمولی بات ہے۔ پہلے ہی مجھے اس کے متعلق تم لوگوں نے کیوں نہ بتایا۔ آخر اس نے احاطہ بنوا دیا اور دروازہ لگا دیا کتوں کو جب یہ ماجرا معلوم ہُوا تو وہ رونے لگے۔ ان کو روتے دیکھ کر ایک بڈھا کتا ان کے پاس آیا اور دریافت کیا کہ تم پر کونسی ایسی مصیبت آئی ہے کہ رو رہے ہو۔ انہوں نے بتایا کہ مصیبت ہی مصیبت ہے ہمارا سارا گذارا اس باورچی خانہ پر تھا۔ اب یہاں لگ گیا ہے دروازہ ہم کہاں سے کھائیں گے۔ اس نے کہا بے شک دروازہ تو لگ گیا ہے مگر اسے بند کون کرے گا۔ تو اصل بات یہ ہے کہ کام کرنے سے ہی کام چلتا ہے۔ پس میں امید کرتا ہوں کہ سکاؤٹس ان تجاویز پر عمل بھی کریں گے اور جو کچھ انہوں نے کہا ہے اس سے بہتر کام کرکے دکھائیں گے۔ باقی دوستوں سے بھی میں یہی کہوں گا کہ جہاں تک ہو سکے کفایت مدنظر رکھیں۔ بعض دوستوں نے ایک اور مشورہ بھی دیا ہے۔ میں نے جس سال انتظام کیا تھا اس پر عمل بھی کیا تھا گو اس سے غلط فہمی بھی ہوئی مگر اس پر عمل کرنے سے فائدہ ہُوا اور خرچ بھی کم ہُوا۔ اور وہ یہ ہے کہ ہر ایک انجمن سے کچھ ایسے کارکن لئے جائیں جو اپنی اپنی جماعتوں کا انتظام کریں۔ اس سے بہت فائدہ ہوتا ہے۔ ایک تو یہ کہ وہ لوگ اپنی ضروریات کو اچھی طرح سمجھ سکتے ہیں اور اگر کوئی غلطی یا

کوتاہی ہو جائے تو دوسروں کو سمجھا بھی سکتے ہیں کہ ایسا ہو ہی جاتا ہے۔ دوسرے یہ فائدہ ہو گا کہ بعض دفعہ جو بد دیانت لوگ کھانا لے جایا کرتے ہیں وہ نہیں لے جاسکیں گے۔ یہاں تو کوئی ایسا بد دیانت یا بھیڑ کے لباس میں بھیڑیا ہو سکتا ہے جو دھوکا دہی سے زیادہ کھانا لے جائے مگر مہمان کو کیا ضرورت ہے کہ وہ دس کی جگہ بیس آدمی کا کھانا لے جائے۔

یہ نہیں ہونا چاہئے کہ وہ سارا کام کریں۔ کام یہاں کے لوگ ہی کریں لیکن ان کو شامل ضرور کر لیا جائے۔ اس پر گو اعتراض بھی ہوتے ہیں کہ ہم جلسہ سننے کے لئے آتے ہیں یا کام کرنے کے لئے لیکن اگر انہیں سمجھایا جائے کہ وہ اتنی قربانی کریں کہ جلسہ سننے کے بعد کام بھی کریں۔ آخر کچھ وقت وہ ادھر ادھر پھرنے میں بھی تو صرف کرتے ہیں تو وہ آمادہ ہو سکتے ہیں۔ میں نے جس سال ایسا کرنا چاہا پہلے لوگ اس میں شامل نہیں ہوتے تھے لیکن آخر سمجھانے سے وہ اس پر آمادہ ہو گئے۔ وہ شاید حضرت خلیفہ اول کا آخری یا اس سے پہلا سال تھا۔ اس میں گو دقت بھی ہوگی لیکن اگر دوست سمجھیں اور قربانی کریں اور ایسے دوست ہر سال بدلتے رہیں تو انتظام میں بہت سہولت ہو سکتی ہے۔

اس کے بعد میں دوستوں کو اس امر کی طرف توجہ دلاتا ہوں کہ وہ یہ خیال کر کے کہ میں کفایت و اقتصاد پر بہت زور دے رہا ہوں جلسہ پر لوگوں کو لانے کی تحریک کو ہی بند نہ کر دیں۔ کفایت کی تحریک اسی حد تک ہے جہاں تک انتظام کا تعلق ہے۔ لوگوں کے آنے کے لحاظ سے تو ہمارا فرض ہے کہ اگر ساری دنیا کو لاسکیں تو لے آئیں۔ ہم کو زید یا بکر کے لئے نہیں کھڑا کیا گیا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے کبھی یہ نہیں کہا کہ میں کسی مخصوص طبقہ کے لئے مبعوث کیا گیا ہوں۔ بلکہ یہ کہا کہ

"دنیا میں ایک نذیر آیا۔ الخ"[۲]

گویا آپ کا پیغام کسی خاص قوم یا ملک سے مخصوص نہیں بلکہ ساری دنیا کے لئے ہے۔ پس اگر آسکے تو ساری دنیا بھی آجائے ہم اپنے گھروں میں فاقہ کریں گے اور جو کچھ ہو گا ان کو کھلائیں گے۔ اور ہم اسی حد تک مکلّف ہیں جہاں تک ہماری وسعت ہے۔ اگر اس کے بعد بھی وہ بھوکے رہیں گے تو ہم جواب دہ نہیں ہوں گے بلکہ ہمارا یہی فعل خدا کو پسند ہو گا۔ پس دوست کفایت شعاری کے اعلان سے لوگوں کو لانے کی تحریک میں سست نہ ہو جائیں۔

ضمناً میں یہ بھی ذکر کر دیتا ہوں کہ اس سال ریل آگئی ہے اور شرح کرایہ اور ٹائم ٹیبل بھی

ریلوے والوں نے ہمارے پاس بھیج دیا ہے اس لئے ریل کی وجہ سے جو آسانیاں پیدا ہوئی ہیں ان سے فائدہ اٹھانا چاہئے۔ پہلے جو لوگ بوڑھے تھے یا وہ غیر احمدی جن کو کوئی خاص دلچسپی نہیں ہوتی تھی تکلیف کے خیال سے نہیں آتے تھے لیکن اب آسانی ہو گئی ہے اور خرچ میں بھی کفایت ہو گئی پہلے جہاں ایک روپیہ کرایہ دینا پڑتا تھا۔ اس سال زیادہ سے زیادہ چار آنے خرچ ہوں گے گویا آنے جانے میں ڈیڑھ روپیہ کی بچت ہو جائے گی۔ تو اس سال سفر میں سہولت اور اخراجات میں کمی کے باعث اور بھی زیادہ تحریک کرنی چاہئے کہ لوگ جلسہ میں شامل ہوں۔

ممکن ہے کہ اس سال جو غیر احمدی اصحاب آئیں انہیں پہلے سالوں کی طرح سہولت نہ پہنچ سکے اس لئے ایسے لوگوں کو جو دوست ساتھ لائیں وہ خود ان کا ہر طرح خیال رکھیں۔ کارکن بھی خیال رکھیں گے مگر انہیں خود زیادہ خیال رکھنا چاہئے اور اگر کوئی کوتاہی ہو جائے تو سمجھایا جائے کہ ایسے مجمع میں ایسا ہو ہی جاتا ہے۔ ایک برات کے کھانے کا انتظام مشکل ہوتا ہے اور یہاں تو اس قدر ہجوم ہوتا ہے کہ میں نہیں سمجھتا کوئی معقول آدمی اس بات کو نہ سمجھ سکے۔ پس ساتھ لانے والے خود خیال رکھیں اور سب سے زیادہ یہ ہے کہ خاص دعائیں کی جائیں۔ یہ آیات کے دن ہوتے ہیں اور خدا تعالیٰ کے نشان کے دن ہوتے ہیں اس لئے دعاؤں پر بہت زور دینا چاہئے۔ بعض اوقات ذرا سا نقص تمام کام کو تہ وبالا کر دیتا ہے۔ اور اگر غور سے دیکھا جائے تو یہ تمام کام اللہ تعالیٰ کے فضل سے ہی ہوتا ہیں۔ جو لوگ نرم بستروں پر بھی کروٹیں بدلتے رہتے ہیں وہ یہاں آکر کسیر پر سوتے ہیں اور پھر سردی کے دنوں میں سارا سارا دن بیٹھ کر تقریریں سننا اور پھر ملاقات کے لئے گیارہ بارہ بجے رات تک بیٹھے رہنا اور پھر بعض اوقات اس پر بھی موقع نہ مل سکنا اور پھر ان کا علے الصباح آجانا یہ سب اتنی کوفت ہے کہ بیماری کا شدید خطرہ ہوتا ہے۔ کل ہی سردی میں درس دینے کے لئے کھڑے رہنے کی وجہ سے گھنٹہ ڈیڑھ گھنٹہ تک میری پسلی میں درد رہا۔ جہاں ایسے اجتماع ہوں وہاں کئی لوگ بیماریوں کا شکار ہوتے ہیں حالانکہ وہاں اتنا بوجھ نہیں پڑتا۔ ہندوؤں کا میلہ ہوتا ہے غوطہ لگایا اور باہر آگئے۔ عُرسوں پر بھی قوالی ہی سننا ہوتا ہے۔ مگر یہاں تو ایسی حالت ہوتی ہے کہ جیسے کسی کو پکڑ کر بیمار کرنے کی کوشش کی جائے۔ مگر خدا تعالیٰ کے فضل سے اتنی کم بیماری ہوتی ہے کہ انسانی بیان اس کی حقیقت کو کھول نہیں سکتا۔ پس خدا تعالیٰ سے دعائیں کرنی چاہئیں کہ اس کا یہ فضل اور بھی زیادہ ہو اور اس میں رکاوٹ پیش نہ آئے۔ بلکہ یہ ہمیشہ بڑھتا چلا جائے کیونکہ اس کے فضل

ہمیشہ ترقی کرتے ہیں۔

(الفضل ۱۴/ دسمبر ۱۹۲۸ء)

۱۔ مسلم۔کتاب السلام باب لکل داءدواء واستحباب التداوی۔

۲۔ تذکرہ صفحہ ۱۸۴ ایڈیشن چہارم